ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.3(2023)
(October to December)

حجاب امتیاز علی کی مکتوب نگاری کا اُسلوبیاتی، موضوعاتی اور تنقیدی مطالعہ

A Stylistic, Thematic and Critical Study of the Epistles of Hijab Imtiaz Ali

ڈاکٹر توقیر اشرف

ڈپٹی کنٹرولر امتحانات، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

ڈاکٹر محمد ابو بکر فاروقی

لیکچرار، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

Dr. Tauqeer Ashraf

Deputy Controller Examianatins,University of Gujrat,Gujrat

Dr. Muhammad Abu Baker Faooqi

Lecturer, Department of Urdu, University of Gujrat,Gujrat

Abstract:

Hijab Imtiaz Ali is one of the prominent and representative fiction writers of the Romantic Movement and fiction writing is her main identity. However, like fiction at the stylistic level, she has used diverse stylistic tools in epistle writings. In the history of Urdu letter writing, many styles of *makatib* have appeared, but just as hijab imtiaz ali's epistles have been transformed into a fictional color is unique. The article under review attempts to examine the stylistic resources that have led to her letter writing as a unique expression of feelings. In the style of Hijab Imtiaz Ali, there is more beauty, less ugliness. If we talk about the defects of the style, there is no visible and noticeable defect except for the mistake of writing in a few places.

Keywords: Hijab Imtiaz Ali, stylistic tools, urdu epistles, fiction style, letter writing, feelings

حجاب امتیاز علی کے مکاتیب کا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا تاہم بہت تلاش بسیار کے بعد مختلف مجموعوں سے ان کے کل چھبیس خطوط حاصل کیے جا سکے ہیں۔ ان کی تفصیل اس طرح ہیں۔

نام تصنیف مع تفصیل	شامل مکاتیب
تحقیق نامہ(معاصرین کے مکاتیب بنام محمد طفیل):خصوصی شمارہ، شعبہ اردو،جی سی یونیورسٹی ،لاہور۲۰۰۵ء۔۲۰۰۶ء، ص:۱۳۵تا۱۴۳	۱۰
نصف الملاقات:مشاہیر کے خطوط، مرتب:ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ملتان:بیکن بکس،۲۰۰۵ء، ص:۲۵۵تا۲۵۶	۲
دامانِ باغباں، مرتب: قرۃ العین حیدر، دہلی:ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۲۰۰۱ء، ص:۱۴۰تا۱۴۶	۵
کارِ جہاں دراز ہے: جلد دوم، قرۃ العین حیدر، بمبئی: فن اور فنکار، جنوری۱۹۷۹، ص:۲۵۰تا۲۵۳	۳

میرے موسومہ خطوط، مرتب: صغرا ہمایوں مرزا، حیدرآباد دکن: تاج پریس، س ن، ص: ۶۸ تا ۶۹	۱
حجاب امتیاز علی: فن اور شخصیت، ڈاکٹر مجیب احمد خاں، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۵۴ تا ۱۵۷	۴
نقوش (خطوط نمبر): جلد 3، شمارہ ۹۔۱۰، اپریل مئی ۱۹۶۸ء، لاہور: ادارہ فروغ اردو، ص: ۵۴۳ تا ۵۴۴	۱

اُسلوبیاتی مطالعہ:

کم تعداد میں مکاتیب دستیاب ہونے کے باوجود حجاب امتیاز علی کے مکاتیب کا اسلوبیاتی مطالعہ خاصے کی چیز ان چند دستیاب مکاتیب سے بھی اسلوب کی متنوع خصوصیات بہر حال سامنے آ جاتی ہیں جو رومانوی تحریک کی اس نمائندہ افسانہ نگار خاتون کے مکاتیب کو متمائز کر کے منفرد بتاتی ہیں۔ افسانے میں اکہرے پلاٹ کے باعث حجاب کی کہانی انتہائی گندھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کے مکاتیب میں بھی یہی خوبی سب سے نمایاں ہے۔ حجاب ایک مختصر پیراگراف میں اسلوب کے متنوع وسائل کے استعمال پر قادر دکھائی دیتی ہیں، خصوصاً مکاتیب کے وہ حصے جہاں انھوں نے اپنے اردگرد کے ماحول کی تصویر کشی کی ہے۔ اپنے اسلوب سے وہ اردگرد کے ماحول کی اس طرح تجسیم (Personification) کر دیتی ہیں کہ قاری کو محسوس ہوتا ہے گویا وہ پردہ سیمیں پر کوئی متحرک فلم دیکھ رہا ہے۔ مکاتیب کے ان حصوں کا تجزیہ نہایب دل چسپی کا حامل ہے لیکن اس سے قبل ان اسلوبیاتی وسائل یا Tools کے انفرادی استعمال کا جائزہ لیں گے تاکہ ان اسلوبیاتی تراکیب کی تفہیم بھی ممکن ہو سکے۔

۱۔ لسانی نارم (Norm) سے انحراف:

کسی بھی تحریر کے لیے الفاظ و تراکیب کا انتخاب کر کے انہیں ایک مخصوص ترتیب و ترکیب سے جوڑنا ہوتا ہے مثلاً پہاڑ کے لیے ہم "اونچا پہاڑ" لکھ سکتے ہیں لیکن رسی کے لیے اونچی رسی کی بجائے "لمبی رسی" کی ترکیب استعمال کی جائے گی۔ انتخاب الفاظ کے سلسلے میں عائد اس پابندی کو انتخابی پابندی (Selectional Restriction) کہتے ہیں (۱) اگر کوئی مصنف ان پابندیوں سے انحراف کرتا ہے تو اِسے لسانی نارم سے انحراف اور زبان کی بے قاعدگی (Anomaly) کہا جائے گا، لیکن ادب میں اسے اسلوبیاتی جدت اور نئے لسانی سانچوں کی تشکیل سے عبارت کیا جاتا ہے بلکہ چارلس اوس گڈ تو نارم سے انحراف کو ہی اسلوب قرار دیتا ہے (۲)۔ یاد رہے کہ یہاں لسانی نارم سے مراد زبان کے قواعد، مقررہ اصول، مروج معیارات اور اصول ہیں، یہ انحراف صوتی، رمزی، نحوی، معنیاتی الغرض زبان کی ہر سطح پر پایا جاتا ہے اور یہ سب اسلوب کی تشکیل کے اہم عناصر ہیں۔ حجاب ایتاز علی کے مکاتیب میں لسانی نارم سے انحراف کی مثالیں بہت زیادہ نہیں لیکن جہاں بھی انہوں نے لسانی نارم سے انحراف کیا ہے وہاں ایک لاجواب اسلوب کا ظہور ہوا ہے۔ حجاب نے لسانی نارم سے انحراف عمومی انداز میں نہیں کیا بلکہ ان کے ہاں باقاعدہ ایک ادبی اسلوب متشکل ہوا ہے جس سے بیان میں نئے نئے معنی تشکیل پاتے ہیں۔ چنیدہ مثالیں دیکھیں

۱۔ "لیجیے ایک بڑا گستاخ سا ہوا کا جھونکا آیا" (تحقیق نامہ، ص: ۱۳۸)۔ معنیاتی لحاظ سے گستاخی ایک انسانی وصف ہے لیکن یہاں ہوا کے جھونکے کی نسبت اسے بیان کیا گیا ہے۔ کیوں کہ لسانیاتی اور معنیاتی اعتبار سے ہوا کا جھونکا تند و تیز تو ہو سکتا ہے گستاخ نہیں۔ یہ ایک اسلوبیاتی جدت ہے جو تحریر کو معنوی لحاظ سے وسعت عطا کرتی ہے۔

۲۔ "کوئی رومانٹک دریچہ بھی کسی کمرے میں ہے یا نہیں" (دامانِ باغباں، ص: ۱۴۱)۔ معنیاتی حوالے سے رومانس کا تعلق فطرتِ انسانی کے ساتھ ہے اور کوئی جامد شے رومانٹک نہیں ہو سکتی لیکن حجاب نے کھڑکی کے لیے جو یہ لفظ استعمال کیا ہے اس

میں جہانِ معنی پوشیدہ ہیں۔ یہ اُسلوبیاتی جدت کی دل کش تشکیل ہے۔ اس لسانی نارم سے قاری اپنی ذہنی استعداد اور ایج کے مطابق اس ترکیب "رومانٹک دریچہ" کی معنیاتی حدور متعین کر سکتا ہے

۳۔ "راگ گانے والے پرند" (دامانِ باغباں، ص:۱۴۱)۔ راگ کا تعلق موسیقی اور سُروں کے ساتھ ہے لیکن پرندوں کی دل کش آواز کا بیان کرنے کے لیے اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے اس ایک لفظ کے استعمال سے پرندوں کی دل لبھانے والی آواز کی وہ کیفیت سامنے آجاتی ہے جو شاید کئی جملے لکھنے سے بھی سامنے نہ آئے۔

۴۔ "ویسے ہی زندگی میں قدم قدم پر طوفان اٹھتے ہیں (دامانِ باغباں، ص:۱۴۴)۔ طوفانوں کا تعلق موسم کے تغیر و تبدل کے ساتھ ہے اور انسان کو طبعی طور پر موسموں کے تغیر و تبدل اور شدت کے باعث طوفان سے واسطہ پڑتا ہے لیکن اس فقرے میں موسم کی شدت کی طرف نہیں بلکہ غم و آلام کی طرف اشارہ ہے۔

۱۔ "راستے میں سیلاب، طوفان، بجلی، کڑک سب سے ملاقات ہوتی رہیں" (دامانِ باغباں، ص:۱۴۴)۔ بارش کی مختلف کیفیات سیلاب، طوفان، بجلی کڑک وغیرہ کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے ان سے ویسے ملاقات ممکن نہیں جیسے دو انسان آپس میں ملاقات کرتے ہیں اس فقرے میں بارش اور اس کے دیگر مظاہر کے مشاہدے کو ملاقات کہا گیا ہے اس سے ان کیفیات کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا تاثر ابھرتا ہے اور یہ اسلوب کا وصف ہے کہ محض ایک فقرے میں یہ تاثر قائم کر دیا کہ بارش کے تمام مظاہر کا قریب سے مشاہدہ کیا جیسے کوئی انسان دوسرے انسان کو مکمل طور پر تب ہی سمجھ سکتا ہے جب اس سے بالمشافہ ملاقات ہوتی ہے۔

۲۔ ساختی متوازیت (Constructional Parallelism):

ساختی متوازیت کی تعریف کے ضمن میں پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ رقم طراز ہیں

> "ساختی متوازیت کے نمونے وہاں پائے جاتے ہیں جب دو یا دو سے زیادہ جملے یا جملے کے قریب الوقوع اجزا نحوی ساخت کے اعتبار سے متوازی (Parallel) ہو یعنی ان میں نحوی مماثلت یا مطابقت پائی جاتی ہو۔ ساختی متوایت میں بالعموم الفاظ اور حروف (حروف عطف، حروف ربط وغیرہ) کی تکرار پائی جاتی ہے، لیکن خالص ساختی متوازیت کا انحصار ان چیزوں پر نہیں ہوتا، بلکہ جملوں یا فقروں کے نحوی سانچوں اور شکلوں کی تکرار پر ہوتا ہے ۔ ساختی متوازیت جزوی (Partial) بھی ہو سکتی ہے اور کلی (Total) بھی۔ جزوی ساختی متوازیت کسی جملے کے دو یا دو سے زیادہ متواتر اجزا کی نحوی تکرار سے تشکیل پاتی ہے جب کہ کلی ساختی متوازیت میں ایک جملہ دوسرے متواتر جملے یا جملوں سے مکمل نحوی مطابقت رکھتا ہے" (۳)

حجاب امتیاز علی کے مکاتیب کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں جزوی ساختی متوازیت کے مثالیں نظر آئیں گی۔ چند ایک ملاحظہ کیجئے

۱۔ "کہانیاں تقسیم کرنی ہیں۔ کاغذات سنبھالنے ہیں۔ نیلے آسمانوں کی پرستش کرنی ہے" (تحقیق نامہ، ص:۱۳۹)

۲۔ "عجب پھرتی تھی اور غضب کی تیزی تھی" (تحقیق نامہ، ص:۱۴۱)

۳۔ حکومت کی پالیساں بدل رہی ہیں۔ لوگوں کے نظریات بدل رہے ہیں۔ جذبات بدل رہے ہیں۔ فضا بدل چکی ہے (تحقیق نامہ، ص:۱۴۲)

۴۔ نو دس بلیاں برامدے میں پڑی ہیں۔ چار پانچ اندر میرے پلنگ پر سو رہی ہیں۔ خرگوش بیٹھا گھاس کھا رہا ہے۔ طوطا ناچ رہا ہے۔ (دامانِ باغباں، ص:۱۴۰)

۵۔ "اگست کا چاند نکلے گا۔ تپتی ہوئی رات ہو گی (کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵۱)

۳۔ شماریت Enumeration :

یہ بیان کا ایک طرز ہے جس میں مختلف اشیا یا افعال کا ایک ایک کر کے نام گنا جاتا ہے جس سے ایک زنجیر سی بن جاتی ہے اس سے جملے کی نحوی ترتیب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جن افعال یا اشیا کا ایک ایک کر کے نام لیا جاتا ہے وہ بالعموم ایک ہی زمرے یا قبیل سے تعلق رکھتی ہیں اور ان میں ایک قسم کا معنیاتی ربط بھی پایا جاتا ہے اور یہ طرز بیان کسی بھی طرح تسلسل بیان کو مجروح نہیں ہونے دیتا۔ اسلوب کی یہ جدت بھی حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ خصوصاً وہ مقامات جہاں حجاب نے منظر نگاری کی ہے۔

۱۔ "آرڈر پر تین کہانیاں لکھنی ہیں اور ریڈیو کے لیے دو ڈرامے اور ایک ورق روز ناچے کا" (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

۲۔ "نو دس بلیاں برامدے میں پڑی ہیں۔ چار پانچ اندر میرے پلنگ پر سو رہی ہیں۔ خرگوش بیٹھا گھاس کھا رہا ہے۔ طوطا ناچ رہا ہے"۔ (دامانِ باغباں، ص:۱۴۰)

۳۔ "میں نے اس وقت ڈارک براون رنگ کی جارجیٹ کی ساڑی پہنی ہوئی ہے اور بہت چوڑا سنہری باؤڈر لگا ہے، جس پر زرد رنگ کی آڑھی ترچھی دھاریاں بھی ہیں۔ بلاؤز بے آستین کا ہے اور باڈر ایک طرف سنہرا" (دامانِ باغباں، ص:۱۴۲)

۳۔ صوتی رمزیت (Sound Symbolism):

صوتی رمزیت ایسی اسلوبیاتی خصوصیت ہے جس میں الفاظ کی صوتی ساخت اور صوتی دروبست سے ان کے معنی کا اظہار ہوتا ہے (۴)۔ حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں جہاں صوتی رمزیت کا اظہار نظر آتا ہے وہاں تخیل کی کارفرمائی کے باعث ایک ادبی اسلوب متشکل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں بعض جملے اور پیراگراف ایسے ہیں کہ ایک جملے میں متنوع اسلوبیاتی خصائص دیکھے جا سکتے ہیں۔ محمد طفیل (مدیر نقوش) کے نام ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں

"آسمان پر ایک گھٹا سے اٹھتی نظر آ رہی ہے کہیں وہ اوپر نہ آ جائے اور چشمِ زدن میں برس نہ پڑے۔ ہے ہے، ہوا تیز ہو گئی اور گھٹا خوفناک۔ خدا حافظ۔ خدا حافظ۔ وحشت سی ہو رہی ہے" (۵)

اس پیراگراف میں اسلوب کی بہت سی جہات سامنے آتی ہیں۔ ایک تو اس پیراگراف میں "س" کی تکرار، ہائیہ آوازوں کے استعمال اور "چشمِ زدن" اور وحشت جیسے الفاظ و تراکیب کے استعمال سے اس خوف کی تجسیم سی ہوتی محسوس ہوتی ہے جس کا اظہار مقصود تھا۔ اس کے بعد۔ "ہے ہے" اور "خدا حافظ خدا حافظ" کی تکرار نے عجلت کی کیفیت کو مجسم کر دیا ہے جس نے وحشت کے تاثر کو اور شدید بنا دیا ہے۔ ایک اور اقتباس میں رقم طراز ہیں۔

"نہ جانے کون سا پرندہ اس وقت تیزی سے چہچہا رہا ہے کہ مجھے قلم رکھ کر اس کی بات سننے پر مجبور ہونا پڑے گا اگر دو لمحے وہ یونہی چہچہاتا رہا۔۔۔۔۔۔۔ دیکھیے، پھر دیکھیے پھر۔۔۔۔۔۔۔! وہ اب تک چہچہا رہا ہے۔ اس کے لیے اٹھی اور دیکھتی ہوں کہ ایسا کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے ۔۔۔۔۔۔ دیکھا کہ سیاہ فام دبلا پتلا سا پرندہ ہے۔ لیکن آواز۔۔۔۔۔ خدا کی پناہ۔ اتنی تیز جیسے

نقارہ۔ نئے نئے پرندے آ رہے ہیں اور پرانے جا رہے ہیں کوئل تو ۱۴۔ ستمبر کو چلی جائے گی آئندہ سال آئے گی"(۶)

پرندے کے بولنے کو چہچہانے کی تکرار اور نقارہ جیسے الفاظ کے استعمال سے مجسم Personify کیا ہے۔۔۔۔۔۔ دیکھیے ، پھر دیکھیے پھر۔۔۔۔۔۔۔۔! کے استعمال اور ختمہ کے نشانات کی تکرار سے جو Pause کی کیفیات پیدا کی ہیں اس نے منظر میں جان ڈال ہے۔ یہ اسلوب اس قدر جاندار ہے کہ پرندے کی چہچہاہٹ کانوں میں محسوس ہوتی ہے۔ یہاں تکرارِ لفظی کی بجائے جملوں میں الفاظ کی تکرار نظر آتی ہے جس سے متکلم کی ذہنی کیفیت کا پتا چلتا ہے۔ جب متکلم کا دل جذبات کی حدت و شدت سے معمور ہوتا ہے تو اس کا اظہار تکرار کی صورت میں ہوتا ہے۔ دراصل تکرار کا جذباتی اور تاثراتی زبان سے گہرا تعلق ہے اور یہی تاثراتی زبان اسلوب میں نیا آہنگ پیدا کرتی ہے۔

حجاب کے جو مکاتیب مختلف مجموعوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان کی عمیق مطالعے سے راقم السطور اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ماحول کی منظر کشی میں کچھ تو حقیقت ہو گی لیکن اس میں کچھ تخیل کی کار فرمائی بھی موجود ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ بالا اقتباس جس مکتوب سے لیا گیا ہے وہ نذر سجاد حیدر کو ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو لکھا گیا تھا۔ جب کہ قراۃ العین حیدر کو ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ایک خط لکھا گیا جو "کارِ جہاں دراز ہے" میں شامل ہے۔ دنوں مکاتیب کی تاریخِ تحریر بھی مختلف ہے اور مکتوب الیہ بھی اس کے باوجود منظر کشی کے عناصر اور الفاظ بالکل ایک سے ہیں۔ اس دوسرے خط کا اقتباس دیکھیں

"نہ جانے اس وقت کون سا پرندہ اس تیزی سے چہچہا رہا ہے کہ قلم رکھ کر اس کی بات سننے پر مجبور ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ دیکھ آئی۔۔۔۔۔ سیاہ فام دبلا پتلا سا پرندہ ہے۔ نئے نئے پرندے آ رہے ہیں پرانے جا رہے ہیں۔ کوئل تو ۱۴۔ ستمبر کو چلی جائے گی آئندہ سال آئے گی"(۷)

۴۔ موسم کی منظر کشی: ایک نئے اسلوب کی تشکیل:

حجاب کے اسلوب کا سب سے عمدہ اور منفرد و ممتاز اظہار وہاں نظر آتا ہے جہاں وہ موسم کی تصویر کشی کرتی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ان کی داخلی کیفیات کی تشکیل، خارجی موسم سے ہی ہوتی ہے۔ شاید نفسیاتی سطح پر موسم اور اس کے تغیرات کے ساتھ حجاب کی کوئی خاص نسبت ہے۔ مکاتیب کے یہ حصے ادبی اسلوب میں لکھے گئے ہیں ان میں تخیل کی رنگ آمیزی، برجستگی اور بے ساختہ پن دکھائی دیتا ہے، یوں محسوس ہوتا ہے ہم ان کے کسی افسانے کا کوئی ٹکڑا پڑھ رہے ہیں گویا حجاب امتیاز علی نے غیر افسانوی ادب میں افسانوی رنگ کا اضافہ کر کے ایک نئے اسلوب کی تشکیل کی ہے۔ چند مثالیں دیکھیں

۱۔ "آسمان پر ایک گھٹا سے اٹھتی نظر آ رہی ہے کہیں وہ اوپر نہ آ جائے اور چشمِ زدن میں برس نہ پڑے۔ ہے ہے، ہوا تیز ہو گئی اور گھٹا خوفناک۔ خدا حافظ۔ خدا حافظ۔ وحشت سی ہو رہی ہے۔ لیجیے ایک بڑا گستاخ سا ہوا کا جھونکا آیا۔ کہیں یہ خط ہی نہ اڑ جائے"(۸)

۲۔ "یہ جون ہے اور موتیا کی نکہتیں گرم ہواؤں میں آوارہ۔ طبیعت میں ایک جنون سا ہے۔ مگر مجھے کہنا کچھ اور ہے۔ بڑی غیر شاعرانہ سی باتیں"(۹)

۳۔ "کل شام کی بے وقت کی آندھی کی وجہ سے اعصاب آج تک متاثر ہیں۔ ہواؤں کو چاہیے تھم تھم کے چلے نہ کہ شتر بے مہار کی طرح"(۱۰)

۴۔　"اس وقت آسمان کا رنگ نہ گہرا نیلا ہے یہ ہلکا بلکہ کچھ عجیب بے لطفی کا رنگ ہے۔ ہوا گیت گا رہی ہے۔ میں برامدے میں بیٹھی ہوں۔"(۱۱)

۵۔　"موسم بالکل بدل گیا ہے لاہور کا اور آپ کو علم ہے کہ میں موسموں کی کیسی دیوانی ہوں۔ آخری اکتوبر کی شامیں اب کتنی رنگین آگئی ہیں۔ اب خزاں آنے والی ہے۔ خزاں! خیال تو کیجیے تین دن ہوئے ایک عظیم طوفانِ بادو باراں لاہور کی طرف آیا تھا۔ آپ نے اخبار میں دیکھا ہو گا۔ طوفان سے کوئی نہیں ڈرتا"(۱۲)

۶۔　"آج رات بارش ہوئی تھی، گرمیوں کی بارش۔ آپ جانیے جیسے پریوں کے آنسو بہہ رہے ہوں۔ پائیں باغ کے برامدے میں کتنی دیر تک برسنے والے پانی کو دیکھتی رہی۔ پھر یکایک غمگین سی ہو گئی"(۱۳)

جس وقت حجاب امتیاز علی کے یہ مکاتیب لکھ رہی تھیں، اس وقت تک اردو میں مکتوب نگاری کا ایک الگ اسلوب سامنے آچکا تھا۔ غالب کی مکتوب نگاری کا اسلوب مستند و متعبر سمجھا جاتا تھا جس میں سادگی اور پرکاری کا امتزاج تھا اس کے بعد سر سید احمد خان اور ان کے رفقاء نے انگریزی زبان اور صنعتی انقلاب کے اثرات تلے مکاتیب کا سادہ اور سپاٹ اسلوب متعارف کروایا، پھر محمد حسین آزاد اور مہدی آفادی نے سر سید کی روایت سے انحراف کرتے ہوئے مکتوب نگاری کو انشائیے کے رنگ میں ڈھالا لیکن مکتوب نگاری میں پہلی مرتبہ افسانوی رنگ کی آمیزش کا سہرا ایک خاتون کے سر جاتا ہے جن کا نام حجاب امتیاز علی تھا۔ ویسے بھی وہ رومانوی تحریک کی نمایاں افسانہ نگار تھیں جو ادب برائے ادب کے قائل تھے اور داخلی کیفیات کے بے لاگ اظہار اور تخیل کی رنگ آمیزی کو ادب کی جان مانتے تھے اس لیے راقم السطور کی دانست میں اردو مکتوب نگاری کی اس وقت تک کی روایت میں اس کے غیر افسانوی آہنگ میں افسانوی رنگ کی آمیزش پہلی مرتبہ حجاب امتیاز علی کے اسلوب میں نظر آئی۔

۵۔استفہامیہ اسلوب:

استفہام انشائی جملے کی ایک عمومی قسم ہے جس میں سوالیہ انداز اپنایا جاتا ہے۔ بعض تخلیق کار استفہامیہ انداز و اسلوب کو اس طرح متنوع زاویوں سے اپناتے ہیں کہ اس اسلوب سے اظہار و ابلاغ کے نئے نئے قرینے سامنے آتے ہیں۔ نحوی اعتبار سے اس کی تعریف اس طرح بنے گی "وہ جملہ جس میں قائل حقیقتاً یا مجازاً مخاطب سے طلبِ خبر کرے"(۱۴) حجاب امتیاز علی کے تخیل اور قلم کے ہم آہنگی بنیادی طور پر افسانے کی توسط سے تھی اس لیے انہوں نے جس بھی اسلوبیاتی جدت اور وسیلے کا استعمال کیا اس میں معنیاتی لحاظ سے متنوع الجہات ثابت ہوا۔ آپ کی مکتوب نگاری میں بھی جہاں جہاں استفہامیہ جملوں کا استعمال ہوا وہاں حرف و معنی کی نئی نئی جہتیں سامنے آئی ہیں۔ کہیں حروف استفہام کا استعمال ہے تو کہیں ان کے بغیر ہی استفہامیہ کیفیت و اسلوب پیدا کیا گیا ہے۔ بعض مکتوبات میں مکمل پیراگراف ہی استفہامیہ اسلوب کا حامل ہے۔ کہیں سپاٹ اور سیدھا سوال ہے تو کہیں حسن طلب، کہیں شکوہ ہے تو کہیں لگاوٹ۔ اسی طرح کہیں ایک ہی مختصر جملے میں دُوھرا استفہام موجود ہے۔ کہیں استفہامیہ لہجہ جملے کے آخر میں ابھرا ہے، کہیں درمیان میں تو کہیں شروع میں۔ گویا حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں استفہامیہ اسلوب کے متنوع رنگ ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے صرف چنیدہ مثالیں ہی نقل کی جارہی ہیں۔

۱۔　پطرس نمبر آپ نہیں نکالیں گے تو اور کون نکالے گا؟(تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

۲۔　آپ کی اس بے پایاں عنایات کے لیے کیا آپ کا شکریہ ادا کروں؟(تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

۳۔ اب آئندہ کیا ارادہ ہے اور کیا منصوبے؟ (تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

۴۔ کیا کیا پڑھوں؟ کتابوں کے انبار ہیں (تحقیق نامہ، ص:۱۳۹)

۵۔ بتائیے یہ جملے پڑھ کر آپ کو کچھ لطف آیا؟ (تحقیق نامہ، ص:۱۴۰)

۶۔ خیر مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ سے اجازت لے لی ہو گی؟ (تحقیق نامہ، ص:۱۴۱)

۷۔ اس میں وہ جوش و جذبہ کہاں سے آئے گا (تحقیق نامہ، ص:۱۴۲)

۸۔ آپ کو پاکستانی شاعروں اور ادیبوں پر کیوں اعتماد نہیں؟ آپ گویا انہیں سرے سے اہل قلم سمجھتے ہی نہیں؟ (تحقیق نامہ، ص:۱۴۲)

۹۔ آپ نے افسانہ مانگا ہے یا سوانح حیات؟ (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)

۱۰۔ سوانح حیات مشتہر کرنے کے بعد مصنف کے وجود میں بھلا کیا اسرار باقی رہ جاتا ہے (نصف الملاقات، ص:۲۵۶)

۱۱۔ کیا بتاؤں؟ میرا یہ حال ہے کہ اب ایسی خبریں سن ہی نہیں سکتی (دامانِ باغباں، ص:۱۴۲)

۱۲۔ میں نے کہا کپڑے کیسے بدلوں؟ اندھیرا ہے (دامانِ باغباں، ص:۱۴۴)

۱۳۔ اس کی حق دار کیوں کر ہو؟ آپ کس سے خط لکھواتی ہیں؟ عینی کی کوئی کزن؟ (دامانِ باغباں، ص:۱۴۵)

۱۴۔ میرے تمام پیاروں کو کیا ہو گیا؟ (کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵۰)

۱۵۔ آپ کی چلنے پھرنے کے قابل ہو گئیں؟ (کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵۱)

۱۶۔ میں کراچی آوں؟ یا آپ تندرست ہو کر لاہور آئیں گی؟ (کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵۱)

حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں بعض اوقات یہ استفہامیہ اسلوب مسلسل ایک سے زیادہ جملوں میں نظر آتا ہے بلکہ کہیں کہیں تو پورا پیراگراف ہی استفہامیہ رنگ لیے ہوتا ہے دو مثال دیکھیں

> ۱۔ "گویا آپ کے خیال کے مطابق پاکستان کا ادب بھارتی ادیبوں ہی کے رحم و کرم اور ان کی بھیک سے تر و تازہ تھا؟ کیا آپ نے دورانِ جنگ ہمارے باکمال شاعروں کے نغمے نہیں سنے؟ ہمارے ادیبوں کی تحریرات نہیں دیکھیں؟ اور ریڈیو پر سنیں؟ کیا آپ کا اردہ پاکستان کی جنگ میں بھارتی ادیبوں سے نغمے اور کہانیاں لکھوانے کا تھا؟"(۱۵) "سنائیے آپ کے کیا حالات ہیں؟ بیرسٹر صاحب کی خدمت میں تسلیم، ان کی صحت کیسی ہے؟ کیا آپ کا ارادہ پنجاب آنے کا نہیں؟"(۱۶)

جہاں حجاب امتیاز علی نے استفہامیہ لہجے اور کیفیات کا متنوع انداز میں استعمال کیا ہے وہیں حروف استفہام بھی متنوع استعمال کیے ہیں۔ ان حروف استفہام میں کون، کیا، بتائیے، ہو گی، کہاں، کیوں، کیونکر، کوئی، گویا وغیرہ شامل ہیں۔

۶۔ تجنیس صوتی (Alliteration):

تجنیس صوتی (Alliteration) اسلوب میں روانی کا ایک زبردست وسیلہ ہے۔ اس میں کسی جملے یا فقرے کے دو یا دو سے زیادہ قریب الوقوع الفاظ ایک ہی آواز سے شروع ہوتے ہیں۔ مخصوص آوازوں (مصمتے اور مصوتے) کی تکرار سے اسلوب میں ترنم پیدا ہوتا ہے۔ دراصل اسلوب کے اس وسیلے سے ترنم پیدا کرنے کا زیادہ انحصار مصمتوں کے تلفظ کار اور مقام تلفظ پر بھی ہوتا ہے۔

جس کے باعث کچھ آوازیں اسلوب میں روانی کا باعث بنتی ہیں اور کچھ رکاوٹ کا سبب بھی بنتی ہیں۔ حجاب امتیاز علی نے مکاتیب میں عموماً روانی والے مصمتوں کا استعمال کیا ہے۔ چند مثالیں دیکھیں

۱۔ کارڈ کا شکریہ۔ آپ نے پہلی دفعہ افسانے کے لیے اسی شب کہا تھا جب شوکت صاحب موجود تھے (دامانِ باغباں ص: ۱۳۵)

۲۔ جب کہانی لکھوں کی تو نقوش کے لیے دے دوں گی (دامانِ باغباں ص:۱۳۵)

۳۔ ازراہ کرم یہ مضمون جلد سے جلد شائع کر کے ممنون کیجئے ورنہ میں ساقی یا کسی اور رسالے میں دے دوں گی (دامانِ باغباں ص:۱۳۶)

۴۔ جب میں اپنی ایک کہانی ریکارڈ کرانے ریڈیو اسٹیشن جا رہی تھی (دامانِ باغباں ص:۱۳۸)

۵۔ کوئنز روڈ سے لکھا منظوم محبت نامہ پہنچا (کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵۱)

۶۔ اس نے نگار ایک خاص نمبر مجھے دیا، کھول کر اپنا نام دیکھا (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)

۷۔ میرا خیال تھا میری تازہ تصنیف آپ کے پاس ہے (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)

۸۔ پاگل خانہ غور سے پڑھیے گا (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)

۷۔ انگریزی الفاظ کا استعمال:

علی گڑھ تحریک کے زیر اثر سر سید احمد خان اور ان کے دیگر رفقاء کے ہاں انگریزی اصطلاحات کا مناسب اردو مترادف نہ ہونے کے باعث لفظ کو بعینہٖ انگریزی میں لکھنے کا رواج ہو چکا تھا۔ حجاب امتیاز علی اگرچہ سر سید احمد خان اور علی گڑھ تحریک کی پیروکار نہیں تھی اس کے باوجود ان کے تحریر میں انگریزی الفاظ کا استعمال نظر آتا ہے۔ ان میں سے کچھ الفاظ کے مناسب اردو مترادف موجود تھے جب کہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو انگریزی ہونے کے باوجود اردو اسلوب میں اس قدر رچ بس گئے ہیں کہ اسی کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ پریس قائم ہونے پر دلی مبارک باد قبول فرمایئے (تحقیق نامہ، ص:۱۳۶)

۲۔ رات کو ایک ڈنر پر جانا تھا اور ایک پلے دیکھنا تھا (تحقیق نامہ، ص:۱۳۶)

۳۔ پاکستان ٹائمز کے کسی اشوع میں نقوش پر رائے نہیں دیکھی (تحقیق نامہ، ص:۱۳۶)

۴۔ آرڈر پر تین کہانیاں لکھنی ہیں (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

۵۔ دیکھیے آپ نے جو فارم بھیجے ہیں (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

۶۔ اگر یہ کہانی فرسٹ پرسن میں نہ لکھی گئی ہوتی (تحقیق نامہ، ص:۱۴۰)

۷۔ جب وہ پروف ریڈر میرے سر پر آ کھڑا ہوا (تحقیق نامہ، ص:۱۴۱)

۸۔ اتنے میں پوسٹ مین آیا (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)

۹۔ کوئی رومانٹک دریچہ بھی کسی کمرے میں ہے کہ نہیں (دامانِ باغباں، ص:۱۴۱)۔ اس جملے میں "ک" کے لحاظ سے تجنیس صوتی کا بھی استعمال ہے۔

۱۰۔ بھائی یعقوب کا سنا، shock پہنچا ہے (دامانِ باغباں، ص:۱۴۳)

۱۱۔ یاسمین آرٹ کونسل کے ایک پلے کی ریہرسل پر گئی ہوئی تھی (دامانِ باغباں، ص:۱۴۴)

۱۲۔ ڈر تھا چہرے پر پاؤڈر یا لپ اسٹک زیادہ نہ لگ جائے (دامانِ باغباں، ص:۱۴۴)

۱۳۔ کل یاسمیں کے نام پارسل پہنچا (میرے موسومہ خط، ص:۶۸)

۱۴۔ انشااللہ کل بچی کا فوٹو بھیجوں گی (میرے موسومہ خط، ص:۶۹)

۱۵۔ آپ کا خوبصورت پوڈر باکس اب تک میرے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ہے (میرے موسومہ خط، ص:۶۹)

۱۶۔ ہماری خوابیدہ سوسائٹی کے لیے بے حد مفید ہے (نقوش (خطوط نمبر): جلد 3، ص:۵۴۳)

۸۔ جملوں کی تنظیمیہ ترتیب:

۔تنظمیہ ترتیب کے حوالے سے عصمت جاوید اپنی تصنیف "نئی اردو قواعد" میں رقم طراز ہیں

> "جملہ الفاظ کا صرف مجموعہ نہیں بلکہ با معنی مجموعہ ہوتا ہے اور یہ معنی پن صرف مجرد الفاظ کے ذریعے نہیں بلکہ جملے میں الفاظ کی مخصوص ترتیب کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ جملے کے اس قواعدی خصوصیت کو جس میں جملے میں الفاظ کی مخصوص ترتیب متعین ہوتی ہے تنظیمیہ ترتیب کہا جاتا ہے"(۱۷)

شاعری میں اردو قواعدِ صرف و نحو سے انحراف کر کے متنوع جدتیں پیدا کی جاسکتی ہیں نثر میں اس کا امکان کم ہوتا ہے اس کے باوجود اکثر نثر نگار اپنے اسلوب کی روانی میں ایک خاص حد تک اس انحراف کا ارتکاب کرتے ہیں۔ معمولی انحراف سے معنوی طور پر جملے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے نثری اسلوب کے معائب میں شمار کیا جاتا ہے البتہ یہ انحراف اگر اعتدال کی حد سے بڑھ جائے تو پھر اسے تعقید لفظی کہتے ہیں جو نثر کے حسنِ اسلوب میں بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اردو کی بعض داستانیں مثلاً نوطرز مرصع وغیرہ آج کے دور میں تعقیدی اسلوب کی مثال کہی جاتی ہے۔ حجاب امتیاز علی کے مکاتیب اگرچہ افسانوی رنگِ اسلوب کے حامل ہیں جن میں جملوں کی روائتی تنظمیہ ترتیب سے انحراف کی گنجائش موجود رہتی ہے، کیونکہ شاعری اور افسانوی اصناف میں یہ ایک اسلوبیاتی جدت شمار کی جاتی ہے، لیکن حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں جملوں کی نحوی تنظمیہ ترتیب سے انحراف کی مثالیں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جو مثالیں ہیں وہ بھی سادہ ہیں یعنی تعقید لفظی کی حدود میں داخل نہیں ہوتیں۔ دیکھیے:

۱۔ اصل چیز تو پڑھنے کی یہی تھی (تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

۲۔ میں دل کھول کر آپ کو مبارک باد دیتی ہوں (تحقیق نامہ، ص:۱۳۹)

۳۔ سفر سے پہلے کام بہت ہیں (تحقیق نامہ، ص:۱۴۰)

۴۔ موسم بالکل بدل گیا ہے لاہور کا (دامانِ باغباں، ص:۱۴۴)

۵۔ خیر موم بتیوں کی روشنی میزبان نے کی تھی (دامانِ باغباں، ص:۱۴۵)

۶۔ بچی مجھے غیر معمولی تکلیف سے پیدا ہوئی (میرے موسومہ خط، ص:۵۸)

۹۔ سابقوں اور لاحقوں کا استعمال:

سابقوں اور لاحقوں کے استعمال سے جو الفاظ ترکیب پاتے ہیں ان سے لہجے میں پختگی اور گفتگو کی معنیاتی تفہیم میں تنوع پیدا ہوتا ہے۔ سابقوں اور لاحقوں کا استعمال اردو زبان کی اہم خصوصیات میں ہوتا ہے اردو شعر و ادب میں ان کا استعمال تواتر سے ہوتا ہے۔ جملوں کے درمیان میں اپنے جذبات یا کیفیات کے اظہار، تاکید یا کسی بات کی وضاحت کے لیے سابقوں اور لاحقوں سے بنے

الفاظ و تراکیب کا استعمال اسلوب میں نکھار کا باعث بنتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو مبارک دینی ہو تو کہہ سکتے ہیں "میری مبارک قبول فرمایئے" یا پھر "میری مبارک باد قبول فرمایئے" دوسرے جملے میں لاحقے کے استعمال نے بیان میں زور اور شدت پیدا کر دی ہے۔ ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ نے "سابقہ" اور "لاحقہ" کی تعریف اس طرح کی ہے

> "سابقہ (جمع سوابق): فارسی میں سابقے کو حرفِ پیشوند کہتے ہیں۔ کلمے کے شروع میں آتے ہیں اور معانی تبدیل ہو جاتے ہیں یعنی متصل حرفی کا وہ بے معنی ٹکڑا جو شروع کلمہ میں ہو جیسے کاہل، بن سرا، بے چین۔ لاحقہ (جمع لواحق): فارسی میں لاحقے کو حرف پسوند کہتے ہیں۔ لفظ کے آخر میں لکھتے ہیں اور معانی بدل جاتے ہیں یعنی متصل حرفی کا وہ بے معنی ٹکڑا جو آخر کلمہ میں ہو جیسے لٹیرا، انگشتانہ، صندوقچہ "(۱۸)

جو سابقہ یا لاحقہ ایک سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوا ہے اس کی مثال ایک ہی مرتبہ دی گئی ہے۔

۱۔ پریس قائم ہونے پر دلی مبارک باد قبول فرمائے (تحقیق نامہ، ص:۱۳۶)

۲۔ سامنے کام بے حد بکھرا ہوا ہے (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

۳۔ آپ بیتی کے دو موٹے موٹے حصے دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی (تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

۴۔ میں بغیر محنت و تکان کے آرام کرسی پر نیم دراز سے پڑھ سکتی (تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

۵۔ آپ کی اس بے پایاں عنایت کے لیے کیا شکریہ ادا کروں (تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

۶۔ کسی فنکار کا اس قدر بد مذاق اور اتنا سنگ دل ظالم ہونا۔۔۔ (تحقیق نامہ، ص:۱۴۰)۔ اس جملے میں اسلوبیاتی لحاظ سے ایک اختراع یہ بھی ہے کہ دو سوابق کو حرف عطفی "اور" سے ملا کر مرکب عطفی بنا دیا گیا ہے۔

۷۔ اس میں چند بے تعلق افسانوں اور مقالوں کے سوا کچھ نہ ہوتا (تحقیق نامہ، ص:۱۴۲)

۸۔ اپنے لڑکپن سے بھی کم عمری کا افسانہ۔۔۔ (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)

۹۔ آسمان کے بے لطف رنگ پر غور کی نگاہ ڈال رہی ہوں (دامانِ باغباں، ص:۱۴۱)

۱۰۔ نہایت خوبصورت جگہ ہے۔ شاعروں کی سرزمین۔ خوش رنگ پیارے پھول (دامانِ باغباں، ص:۱۴۲)

۱۱۔ خیر اب ان الم ناک باتوں کو رہنے دیجیے (دامانِ باغباں، ص:۱۴۲)

۱۲۔ ان باتوں پر رائے زنی کرنے کے ناقابل ہیں۔ ہمیں صرف خوش گوار باتیں کرنی چاہیں (دامانِ باغباں، ص:۱۴۲)

۱۳۔ سیاہ فام دبلا پتلا سا پرندہ ہے (کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵۱)

۱۴۔ بے حد خوش مزاج ہے، آنکھیں بہت چمک دار۔ (میرے موسومہ خط، ص:۶۸)

۱۰۔ مخصوص مصمتوں کی تکرار:

اُردو کے حروف تہجی / آوازوں میں اس قدر تنوع ہے کہ ایک ہی جملے میں ان میں سے کسی مخصوص آواز کی تکرار سے اسلوب میں روانی بھی پیدا ہو سکتی ہے اور رکاوٹ بھی۔ اس کا انحصار مصمتوں / آوازوں کے تلفظ کار اور مقام تلفظ پر بھی ہوتا ہے۔ اسلوب کی اس جہت کے تناظر میں جب ہم حجاب امتیاز علی کے مکاتیب کا جائزہ لیتے ہیں تو بہت سی آوازوں کی تکرار دکھائی دیتی ہے۔ چند مثالیں دیکھیے

۱۔ کارڈ کا شکریہ۔ آپ نے پہلی دفعہ افسانے کے لیے اسی شب کہا تھا جب شوکت صاحب موجود تھے(دامانِ باغباں ص: ۱۳۵)

اس مثال میں دو صفیری مصمتوں "ش" اور "س" کی تکرار ہے۔ اگرچہ دونوں صفیری مصمتے ہیں لیکن ان کے تلفظ کار اور مقام تلفظ میں فرق ہے۔ "س" میں مقام تلفظ اوپری مسوڑا اور تلفظ کار زبان کی نوک ہے اس لیے اسے لثائی آواز (Alveolar) کہا جاتا ہے جب کہ "ش" ایک ایسا صفیری مصمتہ ہے جس میں تلفظ کار زبان کا پھل اور مقام تلفظ سخت تالو ہوتا ہے اس لیے اسے تالوئی آواز (Palatal) کہتے ہیں۔ جہاں "س" روانی کا احساس پیدا کرتا ہے وہیں "ش" کی آواز قرات کے بہاؤ میں ایک رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔

۲۔ ان دنوں خرابیِ صحت کی وجہ سے تحریری کام ملتوی کر رکھا ہے(تحقیق نامہ ص:۱۳۵)اس مثال میں "ر" کی تکرار ہے جو کہ ارتعاشی طریقہ تلفظ (Trill) سے ادا ہوتا ہے اس طریقِ تلفظ میں زبان کی نوک مسوڑے کے قریب آکر کپکپاتی ہے اسی ارتعاش کی وجہ سے اسے ارتعاشی مصمتہ کہتے ہیں۔ چونکہ اس میں مقام تلفظ اوپری مسوڑا اور تلفظ کار زبان کی نوک ہے اس لیے اسے بھی لثائی (Alveolar) آواز کہیں گے۔ یہ آواز بھی ایک متحرک تاثر پیدا کرتی ہے۔

۳۔ آپ بیتی نمبر اس وقت پہنچا جب میں اپنی ایک کہانی ریکارڈ کرانے ریڈیو اسٹیشن جا رہی تھی۔ ورنہ فوراً فون کر کے شکریہ ادا کرتی وہاں سے واپس آکر فون کیا تو معلوم ہوا آپ تشریف لے جا چکے ہیں(تحقیق نامہ، ص:۱۳۸)

مندرجہ بالا مثال میں پہلی نظر میں جس آواز کی تکرار دکھائی دے گی وہ "ر" ہے جو کہ اس مختصر پیراگراف میں تیرہ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ اس آواز کی توضیح مثال نمبر 2 میں پیش کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ اس پیراگراف میں "پ" اور "ف" کی آوازیں ہیں۔ مصمتے "پ" کی آواز بند شی (Stop) طریقہ تلفظ سے ادا ہوتی ہے اور اس میں تلفظ کار نچلا ہونٹ اور مقام تلفظ اوپری ہونٹ ہے اس لیے اس کی آواز کو "دولبی" بھی کہتے ہیں۔ بند شیہ ہونے کی وجہ سے اس سے اسلوب اور قرات میں رکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

اگلی دو مثالوں میں مصمتے "ک" کی تکرار ہے۔ پہلی مثال میں مصمتے / آواز "ک" کا آٹھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ دوسری مثال میں اس آواز کا استعمال تیرہ مرتبہ اور ایک مرتبہ اس کے متشابہ الصوت "ق" کا بھی استعمال بھی ہوا ہے۔ یاد رہے کہ "ک" کا تلفظ کار زبان کا پچھلا حصہ اور مقام تلفظ نرم تالو (Velum) ہے۔ یہ غشائی آواز کہلاتی ہے۔ یہ آواز بھی اسلوب میں راونی کا احساس پیدا کرتی ہے۔

۴۔ اس وقت کسی کی فرمائش پر ایک کہانی مکمل کر کے اٹھ رہی تھی، آپ نے بھی کہانی مانگی ہے(تحقیق نامہ، ص:۱۳۹)

۵۔ بے شک اکثر اوقات ہمیں کہانی کے کسی کردار کا رجحان طبع ظاہر کرنا ہوتا ہے تو اس کی حرکات و سکنات کو ایک مخصوص سانچے میں ڈھالنا پڑتا ہے۔(تحقیق نامہ، ص:۱۴۰)

اگلی تین مثالوں میں "س" کی تکرار ہے۔ "س" ایک صفیری مصمتہ اور لثائی آواز ہے اس کی توضیح گذشتہ سطور میں ہو چکی ہے۔ پہلی مثال میں آٹھ مرتبہ "س" کی جب کہ ایک مرتبہ اس کے متثانہ الصوت "ث" کا، دوسرے مثال میں سات مرتبہ اور تیسری مثال میں چار مرتبہ "س" کے ساتھ ایک مرتبہ متشابہ الصوت "ص" کا بھی استعمال ہوا ہے

۶۔ مگر اس ماہ جو سیدھا سادا نقوش ہاتھ میں آیا تو بہت مایوسی ہوئی ہر اخبار رسالے نے اپنی حیثیت کے مطابق اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ ضرور شائع کیا ہے۔(تحقیق نامہ، ص:۱۴۲)

۷۔ ہمایوں مرزا مدراس میں رہنے سہنے لگی ہیں مجھے مدراس بہت یاد آرہا ہے اس دفعہ آپ گرمیاں کہاں بسر کریں گی، سر محمد یعقوب کا خط آیا، ۲۰۔ مئی کو انگلستان جارہے ہیں (دامانِ باغباں، ص:۱۴۱)

۸۔ پرسوں ڈاکٹر وگ میرے پاس دیر تک بیٹھے میرے مرض کا ذکر کرتے رہے اور سمجھاتے رہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اب میں ہر وقت مصنوعی مسرت میں ڈوبی رہتی ہوں (دامانِ باغباں، ص:۱۴۳)

۴۔ متنوع اسلوبیاتی وسائل کا استعمال:

گذشتہ سطور میں ان اسلوبیاتی وسائل (Tools) کا ذکر مثالوں کے ساتھ کیا گیا ہے جن کا استعمال حجاب امتیاز علی نے عمومی طور پر اپنے مکاتیب میں کیا ہے۔ حجاب امتیاز علی نے جہاں اس غیر افسانوی صنف میں افسانوی رنگ کا امتزاج پیش کر کے مکتوباتی اسلوب میں ایک نیا اضافہ کیا ہے وہیں انہوں نے ایک ہی پیراگراف میں متعدد اسلوبیاتی وسائل کے استعمال سے طرز تحریر کو ندرت اور ادبی آہنگ عطا کیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے محض دو مثالوں پر اکتفا کیا جارہا ہے

"اس وقت آسمان کا رنگ نہ گہرا نیلا ہے نہ ہلکا بلکہ کچھ عجب بے لطفی کا رنگ ہے ہوا گیت گا رہی ہے میں برآمدے میں بیٹھی ہوں پپا ڈرائنگ روم میں مدراس میل پڑھ رہے ہیں نو دس بلیاں برآمدے میں پڑی ہیں۔ چار پانچ میرے اندر پلنگ پر سو رہی ہیں خرگوش بیٹھا گھاس کھا رہا ہے طوطا ناچ رہا ہے ہرن اور بکریاں بیٹھیں آسمان کے بے لطف رنگ پر غور کی نگاہ ڈال رہی ہیں۔ دو گائیں سو رہی ہیں ہی بچھڑا اچھیں مار رہا ہے میں نے ایک زرد رنگ کا فراک پہن رکھا ہے" (۱۹)

"میں کچن پر نیم دراز اور انگیٹھی میں آگ کے سے نارنجی شعلے بھڑک رہے ہیں یاسمین ڈرائنگ روم میں کھانا کھا رہی ہے اور تاج نماز پڑھ رہے ہیں ہاں میں نے اس وقت ڈارک براؤن رنگ کی جارجٹ کی ساڑھی پہنی ہوئی ہے ہاں اور بہت چوڑا سنہری بارڈر لگا ہے جس پر زرد رنگ کی آڑی دھاریاں بھی ہیں بلاؤز بے آستین کا ہے اور بارڈر ایک طرف سنہرا۔ ابھی باہر سے آئی ہوں، آپ زیور کا پوچھیں گی یاقوت کا نگ گلے اور کان میں اور چوڑیاں بھی یاقوت کی، مگر افسوس اس بات کا ہے کہ انگوٹھی اس رنگ کی نہیں ہے بال تو میرے کٹے ہوئے ہیں حسب حکم سب لکھا" (۲۰)

مندرجہ بالا دونوں پیراگراف میں اسلوب کی متنوع جہات موجود ہیں یہ نہ صرف ساختی متوازیت دیکھی جاسکتی ہے بلکہ شماریت کی بھی عمدہ مثال ہیں۔ صوتی رمزیت کا بھی لاجواب اظہار ہے جہاں موسم کی بے لفظی اور آگ کی بھڑک اور رنگ کو حروف کی صوتی کیفیات سے ابھارا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ادبی رنگ آمیزی، تخیل کی پرواز، جزئیات نگاری اور منظر نگاری بھی کمال درجے کی ہے۔ منظر نگاری دراصل حجاب امتیاز علی کے مکاتیب کا بنیادی وصف ہے۔ وہ منظر نگاری کرتے ہوئے بے جا طول سے اجتناب کرتے ہوئے مختصر جملوں میں اپنے اردگرد کے ماحول کو اس طرح واضح کرتی ہیں کہ جزئیات تک سامنے آجاتی ہیں یہ ان کے اسلوب کی فسوں کاری ہے کہ وہ اپنے اردوگرد کے ماحول کی تجسیم کر دیتی ہیں۔ گویا قاری اپنے سامنے ایک متحرک منظر دیکھ رہا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر مجیب احمد خان کی رائے دیکھیے:

" حجاب رومانی افسانہ نگار ہیں مگر انہوں نے رومانیت کو اپنی ہر تحریر میں جذب کیا ہے اس لئے ان کے خطوط کا طرزِ نگارش بھی رومانی ہے ان کے خطوط ان کے خیالات کے مظہر ہیں۔ وہ اس حسین

کائنات سے متاثر ہیں۔ ان کی دنیا انوکھی دنیا ہے۔ اس لیے آسمانی سیر کراتی ہیں اور ساتھ ہی مناظر کے بیان میں دلکشی اور دل فریبی کا مظاہرہ کرتی ہیں ان کی یہ منظر کشی رومانیت میں جذب ہو کر خمار آلود ہو جاتی ہے"(۲۱)

معائبِ اسلوب:

حجاب امتیاز علی کے اسلوب میں حسن زیادہ ہے، قبح نہ ہونے کے برابر ہے۔ معائبِ اسلوب کی بات کی جائے تو چند ایک مقامات پر امالے کے غلطی کے علاوہ کوئی بھی نمایاں اور قابلِ بیان عیب دکھائی نہیں دیتا۔ امالہ کے حوالے سے سابق صدر شعبہ اردو جامعہ پنجاب، اورینٹل کالج حضرت رفیع الدین ہاشمی "صحتِ املا کے اصول" میں لکھتے ہیں کہ "جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں "ہ" یا "الف" ہو اور ان کی جمع یاے تحتانی (بڑی یے) لگانے سے بن سکتی ہو اور ان کے فوراً بعد حرف عاملہ (مغیرہ)۔ حرف ربط یا حرف جار یعنی تک۔ سے۔ کو۔ کی۔ کے۔ کا۔ ہیں۔ پر، وغیرہ میں سے کوئی حرف آئے تو اردو املا میں اس 'ہ' یا 'الف' کو یاے تحتانی سے بدل دیا جائے گا۔ امالہ کی چند غلطیاں دیکھیں

۱۔ آپ نے معاوضہ کے متعلق نہ کچھ کہا نہ لکھا (تحقیق نامہ، ص:۱۳۵)

۲۔ مجھ سے افسانہ کی فرمائش ٹھیک ہے (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

۳۔ افسانہ بادل کا معاوضہ Rs/140 وصول ہوئے (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)

مجموعی حیثیت سے ان کا اسلوب ندرت اور تخیل کی آمیزش کا حامل ہے جس میں تخلیقی اپج نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ تخلیقی اور تخیلاتی زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ بعض مکاتیب میں رنگِ نگارش افسانوی حدود میں داخل ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

موضوعاتی و تنقیدی مطالعہ:

تمام مکاتیب انتہائی مختصر لکھے گئے ہیں۔ صرف نکتے کی بات کی ہے بلاوجہ جزئیات نگاری سے کام نہیں لیا گیا۔ حجاب امتیاز علی حجاب کے افسانوں کا پلاٹ اکہرا، چست درست، مربوط اور مضبوط ہوتا ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ نفسیاتی سطح پر ان کی تحریر میں اختصار کا رنگ سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے انہیں چنیدہ الفاظ میں بہت کچھ کہنے کا ملکہ حاصل ہے۔ ایک جگہ لکھتی ہیں "آپ نے معاوضہ کے متعلق نہ کچھ کہا نہ لکھا" (تحقیق نامہ ص:۱۳۵) اس ایک جملے میں شکایت بھی ہے، شکوہ بھی ہے اور اپنا مدعا بھی بتا دیا ہے کہ بغیر معاوضے کے شاید ان کے لیے اپنی تخلیق بھیجنا ممکن نہ ہو۔ انکار نہیں کیا لیکن جراتِ اظہار سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں۔ جراتِ اظہار اور سچ بات چاہے تلخ ہی کیوں نہ ہو اس کے برملا اظہار کی ایک اور مثال دیکھیے نقوش کے مدیر محمد طفیل سے مخاطب ہیں "مجھے آپ کی آرا سے مطلب نہیں، عبادت بریلوی صاحب کے مضمون کی سطور سے مطلب ہے" (تحقیق نامہ، ص:۱۳۵ تا ۱۳۶)۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے فوراً بعد مجلہ نقوش کا جو شمارہ شائع ہوا اس کے ابتدائیے (طلوع) میں مدیر نقوش محمد طفیل نے بھارتی رہنماؤں اور ادیبوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے تھے۔ جب کہ حجاب امتیاز علی ایک جامع جنگ نمبر کی توقع کر رہی تھیں اور محمد طفیل کا ابتدائیہ دیکھ کر وہ جذبہ حب الوطنی سے سرشار خود کو تلخ نوائی سے نہ روک سکیں اور بہت سے تلخ سوالات کرنے کے بعد آخر میں لکھتی ہیں "اس کا جواب آپ کو دینا ہو گا۔ میرا یہ خط سنبھال کے رکھیے گا تاکہ آپ کو جواب دینے میں سہولت ہو" (تحقیق نامہ، ص:۱۴۳)۔

حجاب عمدہ انتقادی شعور رکھنے کے باعث دوسروں کے افسانوں پر اپنا تجزیہ بھی مکاتیب میں پیش کرتی تھیں۔ اپنے ایک خط میں وہ کرشن چندر کے ایک افسانے "پیاسا" پر اپنی بھرپور اور جامع رائے دیتے ہوئے اس کہانی کے مختلف حصوں پر اعتراض اٹھاتی ہیں (تحقیق نامہ، ص:۱۳۹ تا ۱۴۱)۔ یہ مکتوب یکم۔ جون ۱۹۶۵ء کو لکھا گیا تھا۔

حجاب امتیاز علی چونکہ ایک کل وقتی افسانہ نگار تھیں اس لیے اپنے افسانوں کی اشاعت کے حوالے سے مختلف امور کو بھی انھوں نے اپنے مکاتیب کا موضوع بنایا ہے۔ ایک مکتوب میں نقوش کے مدیر کو اپنے افسانے کے معاوضے کی رسید دے رہی ہیں اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ حجاب اس دور کے حساب سے اپنے افسانے کا انتہائی معقول معاوضہ وصول کر رہی تھیں یہ ان کے قبولِ عام ہونے کی دلیل بھی ہے۔ لکھتی ہیں "افسانہ بادل کا معاوضہ Rs/40 وصول ہوئے شکریہ (تحقیق نامہ، ص:۱۳۷)۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مجموعہ مکاتیب "نصف الملاقات" میں حجاب امتیاز علی کے دو مکاتیب شامل ہیں اور دونوں مکاتیب کا بنیادی موضوع افسانوں کے اشاعت ہی ہے۔ پہلے خط میں اپنے پہلے افسانے جو کہ انھوں نے تیرہ برس کی عمر میں لکھا تھا، اس کا ذکر ہے لکھتی ہیں "ایک دفعہ پھر مجھے بڑی شرم آئی اپنے لڑکپن سے بھی کم عمری کا افسانہ ناتمام محبت پڑھ کر" (نصف الملاقات، ص:۲۵۵)۔ دوسرے مکتوب میں اپنے اشاعت کے مراحل سے گزرتے ہوئے ناول "پاگل خانہ" کا ذکر ہے۔ اس خط میں ہی وہ اس ناول کے بنیادی خیال اور مرکزی نکتے کے حوالے سے لکھتی ہیں "دو سال کی محبت شاقہ سے ابھی ایک کتاب (پاگل خانہ) عالمی بدامنیوں اور تابکاری کے سلسلے میں مکمل کر کے پریس میں دی ہے" (نصف الملاقات، ص:۲۵۶)۔ نذر سجاد حیدر کے نام ایک مکتوب میں لکھتی ہیں "نومبر کے ماہ نو میں میری طویل مختصر کہانی ڈھلتی شامیں پڑھیے گا جگ بیتی ہے" (دامانِ باغباں، ص:۱۴۶)

حجاب امتیاز علی کے مکاتیب میں جو موضوع سب پر حاوی دکھائی دیتا ہے وہ ان کے پالتو جانوروں اور پرندوں خصوصاً ان کے گھر میں موجود بے شمار بلیوں کے متعلق ہے۔ اپنی بلیوں کا ذکر انہوں نے بہت پیار سے کیا ہے۔ ان کے مکاتیب سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کا اسی طرح خیال رکھتی تھیں جس طرح گھر کے کسی فرد کا رکھا جاتا ہے ان کے کھانے پینے، سونے اور ادویات تک کا وہ خود خیال رکھتی تھیں۔ انہوں نے بلیوں کو عمدہ نام بھی دے رکھے تھے۔ چند مثالیں دیکھیں:

> "اب بھی میرے پاس اٹھارہ انیس بلیاں ہیں۔ زیادہ تر زرد رنگ کی ہیں کچھ چور اور لالچی بلیاں ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مجھے بلیوں میں وہی بلی پیاری لگتی ہے جو سب سے زیادہ چور اور بدصورت ہو" (۲۲)
>
> "یہ سنتے ہی گھبرا کر بلیوں کو ڈھونڈتے ہوئے اندر گئی شکر ہے میری گیارہ بلیاں اندر کمرے میں چھپی ادھر ادھر دبکی سی ناراض سی بیٹھی تھیں اس طوفانی شام میں انہیں اکیلا چھوڑا۔ پہلے تو بلیوں کے کھانے اور سونے کا انتظام کیا اسی میں ایک گھنٹہ لگ گیا پھر طوطے کے پنجرے پر غلاف چڑھایا ان حضرت کو شب بخیر کہا" (۲۳)
>
> "میری تمام بلیاں اس سال تندرست رہی۔ گذشتہ سال سب بیمار پڑی تھیں گلفام اب تک ٹانک استعمال کر رہا ہے، واٹر بری پیتا ہے۔ اسے سردیوں میں زکام ہو جاتا ہے۔ گلِ لالہ بے حد موٹا بلا ہے۔ سوسن اور چاندی کا دشمن ہے، جو نازک اندام بلیاں ہیں۔ باقی بلیاں بے چاری

نیک ہیں۔ جعفر میاں (طوطا) ان دنوں سنبل (کبوتر) کے دشمن ہو گئے ہیں اپنی مڑی ہوئی چونچ نہیں دیکھتے"(۲۴)

بحیثیت مجموعی ان کے مکاتیب چونکہ محدود تعداد میں حاصل کیے جا سکے ہیں اس لیے ان میں موضوعات کا بھی تنوع دکھائی نہیں دیتا، نہ ہی ان مکاتیب سے ان کی زندگی کے سربستہ راز کھلتے ہیں اور نہ ہی ان کی سوانح حیات کے زیادہ گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ حجاب امتیاز علی بے حد وسیع تعلقات رکھتی تھیں اس لیے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ مکتوب بھی خوب لکھتی ہوں گی ضرورت اس امر کی ہے کہ حجاب جیسی صاحب اسلوب خاتون کے مکاتیب کو تلاش کر کے مرتب کیا جائے۔

حوالہ جات

۱۔ مرزا خلیل احمد بیگ، پروفیسر، اسلوبیاتی تنقید، نظری بنیادیں اور تجزیے، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۴ء، ص:۲۵۱

۲۔ خلیل بیگ، مرزا، زبان، اسلوب اور اسلوبیات، علی گڑھ، ادارہ زبان و اُسلوب، ۱۹۸۳ء، ص:۱۷۵

۳۔ مرزا خلیل احمد بیگ، پروفیسر، اسلوبیاتی تنقید، نظری بنیادیں اور تجزیے، ص:۲۴۴

۴۔ ایضاً، ص:۲۴۴

۵۔ تحقیق نامہ (معاصرین کے مکاتیب بنام محمد طفیل)، خصوصی شمارہ، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور ۲۰۰۵ء۔۲۰۰۶ء، ص:۱۳۸

۶۔ قرۃ العین حیدر، مرتب: دامانِ باغباں، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۱ء، ص:۱۴۵

۷۔ قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے: جلد دوم، بمبئی، فن اور فنکار، جنوری ۱۹۷۹ء، ص:۲۵۱

۸۔ تحقیق نامہ (معاصرین کے مکاتیب بنام محمد طفیل)، ص:۱۳۸

۹۔ ایضاً، ص:۱۳۹

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۴۱

۱۱۔ قرۃ العین حیدر، (مرتب)، دامانِ باغباں، ص:۱۴۰

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۴۴

۱۳۔ قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے: جلد دوم، ص:۲۱

۱۴۔ غلام مصطفےٰ خان، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ نحو)، لاہور، اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۲ء، ص:۲۰

۱۵۔ قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، جلد دوم، ص:۲۵۱

۱۶۔ تحقیق نامہ (معاصرین کے مکاتیب بنام محمد طفیل)، ص:۱۴۲۔۱۴۳

۱۷۔ عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، جہلم بک کارنر ۲۰۱۹ء، ص:۱۳۹

۱۸۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، بنیادی اردو قواعد، اسلام آباد، ادارہ فروغِ قومی زبان، ۲۰۱۸ء، ص:۲۴۶

۱۹۔ قراۃ العین حیدر، (مرتب) دامانِ باغبان، ص:۱۴۰۔۱۴۱

۲۰۔ ایضاً، ص:۱۴۲

۲۱۔ مجیب احمد خان، ڈاکٹر، حجاب امتیاز علی: فن اور شخصیت، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۰ء، ص:۱۴۹

۲۲۔ قراۃ العین حیدر، (مرتب) دامانِ باغبان، ص:۱۴۳

۲۳۔ ایضاً، ص:۱۴۴

۲۴۔ قراۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، ص:۲۵

References in Roman Script:

1. Mirza Khalil Ahmed Baig, Professor,Uslobiyati Tanqeed,Nazri Bunyadien awr Tajzye, New Delhi, Qauni Council Braye Farogh Urdu Zuban, 2014, p: 251
2. Khalil Baig, Mirza,Zuban,Ualoob aur Uslobiyat, Aligarh,Idara Zuban-o-Usloob, 1983, p: 175
3. Mirza Khalil Ahmad Baig, Professor, Uslobiyati Tanqeed,Nazri Bunyadien awr Tajzye, p: 244
4. Ibid, p: 244
5. Tahqeeq Nama (Moasreen Kay Khatoot banam Muhammad Tufail),Khasoso Shumara,Shoba Urdu, GC University, Lahore, 2005-2006, p: 138
6. Qaratul-Ain-Haider, (Muratab): Daman-i Baghban, Delhi, Educational Publishing House, 2001, p:145
7. Qaratul Ain Haider, Kar-e-Jahan Daraz Hai:Jild II, Bombay:Fun aur Fankaar, January 1979, p: 251
8. Tahqeeq Nama (Moasreen Kay Khatoot banam Muhammad Tufail),p: 138
9. Ibid, p,139
10. Ibid, p,141
11. Qarat-ul-Ain Haider,(Muratab)Daman-e-Baghban, p.: 140
12. Ibid, p, 144
13. Qarat-ul-Ain-Haider, Kaar-e Jahan Daraz Hai: Jild II, p: 21
14. Ghulam Mustafa Khan,Dr., Jami Jamia al Qwaid (Hisa Nehv), Lahore: Urdu Science Board, 3rd edition, 2012, p. 20
15. Qarat-ul-Ain Haider, Kaar-e-Jahan Daraz Hai: Volume II, p: 251
16. Tahqeeq Nama (Moasreen Kay Khatoot banam Muhammad Tufail),p. 142-143
17. Ismat Javed, Nai Urdu Qwaid, Jhelum: Book Corner, 2019, p. 139
18. Sohail Abbas Baloch,Dr.,Bunyadi Urdu Qwaid, Islamabad,National Language Development Institute, 2nd edition, 2018, p.246
19. Qaraat-ul-Ain- Haider, (Muratab)Daman-e-Baghban, p. 140-141
20. Ibid, p-142
21. Mujeeb Ahmad Khan, Dr., Hijab Imtiaz Ali:Fun aur Shakhsiat, Delhi,Educational Publishing House, 2000, p.149
22. Qaraat-ul-Ain Haider, (Muratab)Daman-e-Baghban, p .143
23. Ibid, p,144
24. Qaraat-ul-Ain Haider, Kaar-e-Jahan Daraz Hai, p. 25